

فضائل درود

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الشرح 94 : 4)

”(اے نبی!) ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔“

اہل علم اس کے تین معانی بیان کرتے ہیں :

① نبوت و رسالت کے لازوال اعزاز سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو بلندی

نصیب فرمائی۔

② آخرت میں آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا، جیسا کہ دنیا میں بلندی عطا فرمائی۔

③ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔

✽ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ : إِنَّ رَبِّي وَرَبُّكَ يَقُولُ : كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ

ذِكْرَكَ؟ قَالَ : اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ : إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ .

”جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا : آپ کا اور میرا رب فرماتا ہے : میں نے آپ

کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا : جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔“

(تفسیر الطبری : 30/235)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (3382) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر درود و سلام پڑھنا ایک مومن کا حق ہے، جو ماں باپ کے حق سے بڑھ کر ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر پر درود و سلام پڑھنا دراصل حکمِ الہی کی تعمیل ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کی علامت و نشانی ہے، کیوں کہ محب اپنے محبوب کے ذکرِ خیر میں مشغول رہتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے ذکرِ خیر سے کوئی غافل ہی محروم ہو سکتا ہے۔ یہ مبارک عمل اللہ اور اس کے فرشتوں کی سنت ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں :

✽ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب: 56)

”بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں، مومنو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔“

✽ امام مفسرین، علامہ طبری رحمہ اللہ (۲۲۴-۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ مَعْنَى ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَرْحَمُ النَّبِيَّ، وَتَدْعُو لَهُ مَلَائِكَتُهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ.

”اس آیت کا یہ معنی کرنا بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ پر رحم فرماتا ہے اور اللہ کے فرشتے آپ ﷺ کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔“

(جامع البيان في تأويل آي القرآن، المعروف ب تفسير الطبري: 174/19)

✽ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) علامہ حلیمی سے نقل

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مَعْنَى الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْظِيمُهُ، فَمَعْنَى قَوْلِنَا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، عَظِّمْ مُحَمَّدًا، وَالْمُرَادُ تَعْظِيمُهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَإِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ، وَفِي الْآخِرَةِ بِإِجْرَالِ مَثُوبَتِهِ وَتَشْفِيعِهِ فِي أُمَّتِهِ وَإِبْدَاءِ فَضِيلَتِهِ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ، وَعَلَى هَذَا؛ فَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾: اذْعُوا رَبَّكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

”نبی ﷺ پر درود کا معنی آپ ﷺ کی تعظیم ہے۔ ہم جب اللہم صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ! محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں آپ ﷺ کو عظمت دینے سے مراد آپ کے ذکر کو بلند کرنا، آپ کے دین کو غالب کرنا اور آپ کی شریعت کو باقی رکھنا ہے، جب کہ آخرت میں آپ ﷺ کو عظمت دینے سے مراد آپ کے ثواب میں اضافہ، آپ کی اپنی امت کے لیے شفاعت کو قبول کرنا اور مقام محمود کے ذریعے آپ کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رب سے دُعا کرو کہ وہ آپ ﷺ کو عظمت عطا فرمائے۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: 11/156)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

بَلِ الصَّلَاةُ الْمَأْمُورُ بِهَا فِيهَا هِيَ الطَّلَبُ مِنَ اللَّهِ مَا أَخْبَرَ بِهِ عَنْ صَلَاتِهِ وَصَلَاةٍ مَلَائِكَتِهِ، وَهِيَ ثَنَاءٌ عَلَيْهِ وَإِظْهَارٌ لِفَضْلِهِ وَشَرَفِهِ،

وإِرَادَةُ تَكْرِيمِهِ وَتَقْرِيبِهِ، فَهِيَ تَتَضَمَّنُ الْخَبَرَ وَالطَّلَبَ، وَسُمِّيَ هَذَا السُّؤَالُ وَالِدُعَاءُ مِنَّا نَحْنُ صَلَاةً عَلَيْهِ لَوَجْهَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ يَتَضَمَّنُ ثَنَاءَ الْمُصَلِّي عَلَيْهِ وَالِإِرَادَةَ بِذِكْرِ شَرَفِهِ وَفَضْلِهِ وَالِإِرَادَةَ وَالْمَحَبَّةَ لِذَلِكَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، فَقَدْ تَضَمَّنَتِ الْخَبَرَ وَالطَّلَبَ، وَالْوَجْهُ الثَّانِي أَنَّ ذَلِكَ سُمِّيَ مِنَّا صَلَاةً لِسُؤَالِنَا مِنَ اللَّهِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَصَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْهِ؛ ثَنَاءٌ وَإِرَادَةٌ لِرَفْعِ ذِكْرِهِ وَتَقْرِيبِهِ، وَصَلَاتُنَا نَحْنُ عَلَيْهِ؛ سُؤَالُنَا اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ.

”اس آیت کریمہ میں جس درود کا حکم دیا گیا ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے اس کے اور اس کے فرشتوں کے درود کی طلب ہے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کی ثنا، آپ کے فضل و شرف کا اظہار اور آپ کی تکریم و قربت کا ارادہ ہے۔ اس درود میں خبر (آپ ﷺ سے عقیدت کا اظہار) اور طلب (اللہ سے آپ ﷺ کے لیے سوال) دونوں چیزیں موجود ہیں۔ ہماری طرف سے اس سوال و دعا کو درود دو وجہ سے کہا گیا ہے؛ ایک تو اس لیے کہ جب نمازی نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو اس میں آپ ﷺ کی مدح اور آپ کی شرف و فضیلت کا ذکر ہوتا ہے، نیز اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ارادہ ہوتا ہے۔ یوں اس میں خبر و طلب دونوں موجود ہیں، ہمارے سوال اور ہماری دعا کو درود کہے جانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ پر درود کرنے کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا درود درحقیقت آپ ﷺ کی ثنا اور آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کرنا اور آپ ﷺ کو اپنا قرب عطا فرمانا ہوتا ہے۔ جب کہ ہمارے درود پڑھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسا

کرنے کی دعا کرتے ہیں۔“ (جلاء الأفهام، ص: 162)

امام اہل سنت، مؤرخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَحَبَرُ عِبَادَهُ بِمَنْزِلَةِ عَبْدِهِ وَنَبِيِّهِ عِنْدَهُ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى؛ بِأَنَّهُ يُنْبِئُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمَرَ تَعَالَى أَهْلَ الْعَالَمِ السُّفْلِيِّ بِالصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ عَلَيْهِ، لِيَجْتَمَعَ الشَّاءُ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ الْعَالَمِينَ؛ الْعُلَوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ جَمِيعًا.

”اس آیت سے مقصود اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یہ خبر دینا ہے کہ اس کے ہاں آسمانوں میں اس کے بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مقرب فرشتوں کے پاس تعریف کرتا ہے، نیز فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ خاکی جہان والوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھیں، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف عالم بالا اور عالم خاکی دونوں جہانوں سے جمع ہو جائے۔“ (تفسیر ابن کثیر: 457/6، ت سلامة)

احادیث کی روشنی میں :

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

”جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا

ہے۔“ (صحیح مسلم: 408)

دوسری روایت یوں ہے:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً؛ كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ».

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 262/2، وسنده حسن، وصححه ابن حبان: 905)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ».

”جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کی دس خطائیں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 3/102، 261؛ عمل اليوم والليلة للنسائي: 62، واللفظ له، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (904) نے ”صحیح“، جب کہ امام حاکم رحمہ اللہ (550/1) نے ”صحیح الاسناد“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس پر ”صحیح“ کا حکم لگایا ہے۔

✽ مستدرک حاکم کے یہ الفاظ ہیں:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ».

”جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ (907) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۳) سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنِّي لَقَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي، وَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ
: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ
عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا».

”میں جبریل علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے مجھے خوش خبری دیتے ہوئے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے: جو شخص آپ پر درود پڑھے گا، میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا، میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔ اس پر میں نے سجدہ شکر کیا۔“ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 550/1، وسندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

۴) سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ، وَالْبَشْرُ يُرَى
فِي وَجْهِهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَى الْبَشْرَ فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: «إِنَّهُ أَتَانِي
مَلَكٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَا يُرْضِيكَ أَنْ لَا
يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ؛ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا
يُسَلِّمُ عَلَيْكَ؛ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

”ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خوشچھلک رہی تھی۔ ہم نے عرض کیا: ہم آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے اور اس نے

کہا ہے: اے محمد! آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس بات سے خوش نہیں ہیں کہ کوئی بھی آپ پر درود پڑھے گا تو میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں گا اور کوئی بھی آپ پر سلام کہے گا تو میں اس پر بھی دس سلامتیاں نازل فرماؤں گا۔“

(مسند الإمام أحمد: 4/29، 30؛ سنن النسائي: 1283، 1295؛ وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن حبان (915) اور امام ضیاء مقدسی (الفتح الكبير للسيوطي ح: 142) رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے، جبکہ حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”جید“ قرار دیا ہے۔

(تخریج أحاديث الإحياء، ح: 1004)

اس کے راوی سلیمان مولیٰ حسن بن علی ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان، امام حاکم اور امام ضیاء مقدسی وغیرہم رحمہم اللہ نے ان کی حدیث کی تصحیح کر کے ان کی توثیق کی ہے۔

⑤ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رحمہ اللہ سے اس حدیث کا ایک شاہد بھی مروی ہے، اس

کی سند بھی حسن ہے۔ (مسند الإمام أحمد: 1/191)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (810) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (345/1) نے امام بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کے راوی ابو الجویرث عبدالرحمن بن معاویہ جمہور کے نزدیک ”حسن الحدیث“ ہیں،

کیونکہ امام مالک (الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 4/309؛ الجرح والتعديل:

284/5؛ وسنده صحيح)، امام نسائی (كتاب الضعفاء والمتروكين ت: 365؛ الكامل

في ضعفاء الرجال: 4/309) اور امام ابو حاتم رازی (الجرح والتعديل: 284/5) رحمہم اللہ

کی تضعیف کے مقابلے میں امام احمد بن حنبل (الجرح والتعديل: 5/284؛ وسنده

صحيح)، امام ابن خزيمة (145)، امام ابن حبان (الثقات: 406)، امام حاکم (72/3) اور

امام ضیاء مقدسی (الأحاديث المختارة: 930) رحمہم اللہ کی توثیق مقدم ہوگی، نیز امام یحییٰ بن

معین رحمہ اللہ کے دو متعارض اقوال میں سے ان کا جمہور کے موافق توثیق والا قول (تاریخ ابن معین بروایۃ الدارمی: 603) قبول کیا جائے گا۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ، يُبَلِّغُونَنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

”زمین میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے گشت کریں گے، جو میری امت کی طرف سے پیش کیا گیا سلام مجھ تک پہنچائیں گے۔“

(مسند الإمام أحمد: 387/1، 441، 452؛ سنن النسائي الصغرى: 44/3، ح: 1282؛

الكبرى له: 22/6، وسنده حسن)

اس حدیث کی بہت سے ائمہ نے ”صحیح“ کی ہے، مثلاً امام ابن حبان رحمہ اللہ (914) نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (456/2) نے ”صحیح الاسناد“ قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں سفیان ثوری ”تدلیس“ نہیں کر رہے، کیونکہ ان کے سماع کی صراحت موجود ہے، جیسا کہ فضل الصلاة على النبي للقاضي إسماعيل (21) اور مسند البزار (1924) میں اس حدیث کو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ بیان کر رہے ہیں۔ وہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہی احادیث بیان کرتے ہیں، جن میں سماع کی صراحت ہوتی ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

مَا كَتَبْتُ عَنْ سُفْيَانَ شَيْئًا إِلَّا مَا قَالَ: حَدَّثَنِي، أَوْ حَدَّثَنَا.

”میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے صرف وہ احادیث لکھی ہیں، جن میں انہوں نے

”حدثی“ یا ”حدثنا“ کے الفاظ کہے ہیں۔“ (العلل ومعرفة الرجال: 517/1)

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ؛ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي، حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

” (میری وفات کے بعد میری قبر پر آکر) جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر سلام کہے گا تو اتنی دیر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دے گا کہ میں اس پر جواب لوٹا دوں۔“
 (سنن أبي داود: 2041)

اس حدیث کی سند کو حافظ نووی (خلاصة الأحكام: 441/1؛ ح: 1440)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (اقتضاء الصراط المستقیم، ص: 324)، علامہ ابن القیم (جلاء الأفهام: 53/1)، حافظ ابن ملقن (تحفة المحتاج: 190/2) وغیرہم رحمہم اللہ نے ”صحیح“، جب کہ حافظ عراقی (تخریج أحاديث الإحياء: 1013)، حافظ ابن عبد الہادی (الصارم المنكي: 114/1) رحمہم اللہ نے ”جید“ کہا ہے۔ حافظ سخاوی (المقاصد الحسنة: 587/1) اور حافظ عجلونی (كشف الخفاء: 194/2) رحمہم اللہ وغیرہم نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

اس حدیث کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر جا کر سلام کہے۔ اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں موجود ہے۔

⑤ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «أُولَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً».

”روزِ قیامت لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہو گا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہے۔“ (سنن الترمذي: 484، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ بغوی (شرح السنّة: 686) رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“، جب کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (911) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑨ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ».

”بلاشبہ تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہذا اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔“
ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ کی وفات کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسد مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جساموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 8/4، سنن أبي داود: 1047، 1531، سنن النسائي: 1375، سنن

ابن ماجه: 1085، 1636، فضل الصلاة على النبي للقاظمي إسماعيل: 22، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزمہ (1733)، امام ابن حبان (910) اور حافظ ابن قطان

فاسی (بیان الوهم والإيهام: 574/5) رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (278/1) نے اسے ”امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ

ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(ریاض الصالحین: 1399، خلاصة الأحكام: 441/1، 814/2)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م: 751ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ تَأَمَّلَ هَذَا الْإِسْنَادَ؛ لَمْ يَشُكَّ فِي صِحَّتِهِ، لِثِقَةِ رَوَاتِهِ،
وَشُهْرَتِهِمْ، وَقَبُولِ الْأَئِمَّةِ أَحَادِيثَهُمْ.

”جو شخص اس روایت کی سند پر غور کرے گا، وہ اس کی صحت میں شک نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے راوی ثقہ، مشہور ہیں اور ائمہ حدیث کے ہاں ان کی بیان کردہ احادیث مقبول ہیں۔“ (جلاء الأفهام: 81)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ
مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ
لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ
اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ
الشَّفَاعَةُ».

”جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہہ رہا ہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس شخص پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے

”الوسيلة“ کی دعا کرو، ”الوسيلة“ جنت میں ایک مخصوص مقام ہے، جو اللہ کے تمام بندوں میں سے صرف ایک بندے کو نصیب ہوگا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ جو شخص میرے لیے ”الوسيلة“ کی دعا مانگے گا، اسے میری شفاعت ضرور نصیب ہوگی۔“ (صحیح مسلم: 384)

⑪ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ، لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِمْنَا، قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ، وَرَحْمَتَكَ، وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَغِطُّهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

”جب تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو تو اچھے الفاظ میں درود پڑھا کرو، کیوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ شاید وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہمیں وہ الفاظ سکھا دیجیے۔ انہوں نے فرمایا: یوں کہا کرو: اے اللہ! تُو سید المرسلین، امام المتقین اور خاتم النبیین، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما، جو

تیرے بندے ورسول، امام الخیر، قائد الخیر اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! تو انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما، جس کی وجہ سے اولین و آخرین ان سے رشک کریں گے۔ اے اللہ! محمد ﷺ اور آپ کی آل پر اس طرح رحمت فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر فرمائی تھی، بلاشبہ تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل پر اس طرح برکت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی تھی، بلاشبہ تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ: 906؛ المعجم الكبير للطبراني: 115/9؛ ح: 8594؛ مسند الشاشي: 611؛ الدعوات الكبير للبيهقي: 177، وسنده صحيح)

فائدہ نمبر ① :

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَى حِينٍ يُضْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا؛
أَذْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ» .

(مجمع الزوائد للهيثمی: 491/1، 120/10؛ الترغيب والترهيب للمنذري: 233/1؛

جلاء الأفهام لابن القيم، ص: 63)

یہ روایت بلحاظ سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کے راوی خالد بن معدان کا سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

سے سماع نہیں، جیسا کہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کی نفی کی ہے۔

(المراسيل لابن أبي حاتم، ص: 52، جامع التحصيل، ص: 206)

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِيهِ انْقِطَاعٌ. ”اس سند میں انقطاع ہے۔“

(تخریج أحادیث الإحياء: 398/3)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ لِأَنَّ خَالِدًا لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ أَيْضًا، وَفِيهِ ضَعْفٌ.

”اس سند میں انقطاع ہے، کیونکہ خالد بن معدان نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں سنی۔ اس حدیث کو ابن ابوعاصم نے بھی بیان کیا ہے، لیکن ان کی بیان کردہ سند میں بھی کمزوری ہے۔“

(القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع، ص: 121)

فائدہ نمبر ② :

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ منسوب ہے: میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً؛ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَ ثَمَانِينَ عَامًا، فَقِيلَ لَهُ: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَتَعْقِدُ وَاحِدَةً.

(تاریخ بغداد للخطيب: 463/13، العلل المتناهية في الأحاديث الواهية لابن الجوزي:

468/1، ح: 796، ميزان الاعتدال للذهبي: 351/3)

اس روایت کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کے راوی وہب بن داؤد بن سلیمان ابو

القاسم کے بارے میں امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ ضَرِيرًا، وَلَمْ يَكُنْ ثَقَّةً.

”یہ نابینا تھا اور قابل اعتبار نہیں تھا۔“ (تاریخ بغداد: 463/13)

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ.

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“ (العلل المتناہیة في الأحاديث الواہیة: 468/1)

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَحَسَنَةُ الْعِرَاقِيِّ، وَمِنْ قَبْلِهِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَيَحْتَاجُ إِلَى نَظَرٍ.

”حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے پہلے ابو عبد اللہ بن نعمان نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، لیکن یہ بات تحقیق کی محتاج ہے۔“

(القول البدیع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع، ص: 199)

فائدہ نمبر ③ :

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ؛ بَلَعْتَنِي صَلَاتُهُ، وَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَكُتِبَتْ لَهُ سِتْرَةٌ ذُلِكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ».

”جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے، مجھے اس کا درود پہنچ جاتا ہے اور میں اس پر رحمت کی دُعا کرتا ہوں، اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں بھی لکھ دی جاتی ہیں۔“

(المعجم الأوسط للطبرانی: 1642)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ”ضعیف“ ہے:

① اسحاق بن زید بن عبدالبکر خطابی راوی ”مجهول الحال“ ہے۔ امام ابن حبان (الثقات: 122/8) کے علاوہ کسی نے اسے ثقہ نہیں کہا۔

② ابوجعفر رازی (حسن الحدیث) کی روایت بہ طور خاص ربیع بن انس سے ”ضعیف“ ہوتی ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ ربیع بن انس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وَالنَّاسُ يَتَّقُونَ حَدِيثَهُ؛ مَا كَانَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْهُ، لِأَنَّ فِيهَا اضْطِرَابٌ كَثِيرٌ.

”محدثین ربیع بن انس کی ان روایات سے بچتے ہیں جو ابوجعفر نے ان سے بیان کی ہیں، کیونکہ ان میں بہت اضطراب ہے۔“ (الثقات: 228/4)

مذکورہ بالا روایت بھی ربیع بن انس سے عیسیٰ بن ابی عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی بیان کر رہے ہیں۔ یہ جرح مفسر ہے، جسے رد کرنا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ مذکورہ حدیث کی سند میں امام طبرانی کے استاذ احمد بن نصر بن بحر، مقری، عسکری ”ثقہ“ ہیں۔

فائدہ نمبر ④ :

امام عبدالملک بن عبدالعزیز، ابن جریر رحمہ اللہ سے بیان کیا جاتا ہے:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ؟ قَالَ: سَلِمٌ، قُلْتُ: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

میں نے امام عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو (سلام

کہوں؟ انہوں نے فرمایا: یوں سلام کہو: نبی اکرم پر سلام، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ اہل بیت پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔“ (تفسیر الطبری: 379/17، وفي نسخة: 174/18)

اس قول کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کی سند میں قاسم بن حسن کون ہے؟ معلوم نہیں۔

فائدہ نمبر 5 :

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تک یہ بات پہنچی ہے:
إِذَا دُخِلَ الْبَيْتُ غَيْرُ الْمَسْكُونِ؛ يُقَالُ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ
اللَّهِ الصَّالِحِينَ.

”جب کسی غیر آباد گھر میں داخل ہوا جائے تو یوں کہا جائے: ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔“ (الموطأ للإمام مالك: 962/2)
اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ تک اس قول کو پہنچانے والا نامعلوم و مجہول ہے۔

فائدہ نمبر 6 :

فقہ حنفی کی معتبر کتب میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

مَعَ كُلِّ مُؤْمِنٍ خَمْسَةٌ مِنَ الْحَفَظَةِ؛ وَاحِدٌ عَنْ يَمِينِهِ يَكْتُبُ

الْحَسَنَاتِ، وَآخِرُ عَنْ يَسَارِهِ يَكْتُبُ السَّيِّئَاتِ، وَآخِرُ أَمَامَهُ يُلْقِنُهُ
الْخَيْرَاتِ، وَآخِرُ وَرَائِهِ يَدْفَعُ عَنْهُ الْمَكَارِهِ، وَآخِرُ عِنْدَ نَاصِيَتِهِ
يَكْتُبُ مَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَلِّغُهُ إِلَى
الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

”ہر مؤمن کے ساتھ پانچ فرشتے ہوتے ہیں؛ ایک اس کی دائیں جانب ہوتا ہے
جو نیکیاں لکھتا ہے، دوسرا اس کی بائیں جانب ہوتا ہے جو گناہ لکھتا ہے، تیسرا اس
کے سامنے ہوتا ہے جو اسے نیکیوں کی تلقین کرتا ہے اور چوتھا اس کے پیچھے ہوتا ہے
جو اس سے تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور پانچواں اس کی پیشانی کے پاس ہوتا ہے جو
اس کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر پڑھے جانے والا درود لکھتا ہے اور اسے رسول
اکرم ﷺ تک پہنچاتا ہے۔“

(العناية شرح الهداية للبابرتي: 321/1؛ الجوهرة النيرة للحداد: 56/1؛ تبين الحقائق
شرح كنز الدقائق للزيلعي الحنفي: 126/1؛ البحر الرائق شرح كنز الدقائق لابن نجيم:
256/1؛ منحة السلوك للعيني الحنفي، ص: 142؛ حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح
للطحطاوي: 275/1؛ مراقي الفلاح شرح نور الايضاح للشرنبلالي، ص: 102)
لیکن یہ بے سرو پا قصہ اور سفید جھوٹ ہے، جسے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے
بے خوف و خطر ہوتے ہوئے اپنی طرف سے گھڑ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف
منسوب کر دیا ہے۔

فائدہ نمبر 7 :

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام کا حق مہر یہ مقرر کیا گیا کہ سیدنا آدم علیہ السلام

نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی پر درود پڑھیں۔

(بستان الواعظین وریاض السامعین لابن الجوزي، ص: 307، بحار الأنوار المجلسي)

(الرافضي: 33/15)

لیکن آج تک کوئی مسلمان اس جھوٹی کہانی کی سند پر مطلع نہیں ہو سکا۔

فائدہ نمبر ⑧ :

جناب محمد زکریا تبلیغی دیوبندی صاحب نے بلا تردید ایک جھوٹا خواب نقل کیا ہے :

” (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں، جو مجھ پر کثرت

سے درود بھیجے۔“ (تبلیغی نصاب، ص: 791)

جناب زکریا صاحب نے اس جھوٹے خواب کو رد کرنے کی بجائے اسے نبی اکرم ﷺ

سے بعد از وفات فریاد کرنے کی دلیل بنایا ہے، جو کہ صریحاً شرک ہے۔

فائدہ نمبر ⑨ :

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی، بل کہ صحابہ کرام ٹولیوں

کی صورت میں جاتے تھے اور درود پڑھ کر واپس آ جاتے تھے۔ جب کہ یہ بات صحیح روایات

اور اجماع امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

نبی کریم ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، البتہ اس میں امام کوئی نہیں تھا، سب نے اپنے طور پر

نماز جنازہ ادا کی۔

